

# رب کی پکڑ

وجیہہ گل

Novels  
Mania

www.urdu novels mania . com

Novels  
Mania

Urdu Novels Mania Team©

www.urdu novels mania . com

## افسانہ: رب کی پکڑ

### از قلم: وجیہ گل

بنگلے کے سیکنڈ فلور پہ موجود اس خوبصورت کمرے میں اس وقت گھپ اندھیرا تھا کھڑکی کے قریب رکھی کرسی پر اس وقت شایان آفتاب بیٹا تھا سر کرسی کی پشت سے ٹکائے اس کی بند آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے ماضی میں کیے گئے ایک بہت بڑے گناہ پہ پکھتاوے کے آنسو۔ ہم انسان بہت ظالم ہیں ظلم کر کے بھول جاتے ہیں ہم تو یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ ایک ذات ایسی بھی موجود ہے جس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں گناہ کرتے وقت ہم دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھتے ہیں کہ کسی کوئی دیکھ تو نہیں رہا لیکن اوپر نہیں دیکھتے جہاں سے وہ رب کائنات ہماری ہر اچھائی اچھائی اور برائی کو دیکھتا ہے آج شایان آفتاب کو بھی اس کے کیے کی سزا مل چکی تھی ایک باپ کی بددعا جو اس نے کئی سال پہلے دی تھی وہ سنی جا چکی تھی آج اسے محسوس ہو رہا تھا کہ ایک باپ کا دکھ کیا ہوتا ہے آج اسے محسوس ہو رہا تھا کہ تیس سال پہلے اس باپ پر کیا گزری تھی آنکھیں بند کیے وہ آج اپنے ماضی کو یاد کر رہا تھا اپنے گئے ظلم کو یاد کر رہا تھا

ماضی :

امی! امی! اٹھ جائیں ناکب سے میں آپ کو آوازیں دے رہی ہوں لیکن مجال ہے جو آپ جواب دے اب پلمیز اٹھ جائیں نا امیسی! وہ زور سے چیختی تھی جس پہ نیلم نے اپنی آنکھیں کھول دی۔ یا میرے اللہ میں کیا کرو تمہارا حجاب اتنی صبح صبح مجھے جگا دیا تم نے انھوں نے غصے سے گھورتے ہوئے حجاب کو کہا۔ تو اور کیا امی آج میرا یونیورسٹی میں پہلا دن ہے مجھے تو ساری رات خوشی کے باعث نیند بھی نہیں آئی اللہ اللہ کر کے صبح ہوئی ہے لیکن آپ ہے کہ اٹھنے کا نام نہیں لے رہی دوسروں کی مائیں اپنے بچوں کو جگاتی ہے صبح سکول کالج یونیورسٹی کیلئے اور ایک یہاں میں ہوں بچاری جو اپنی امی کو جگا رہی ہوں حجاب نے خفگی سے دیکھتے ہوئے اپنی امی کو جواب دیا۔ اچھا نا اب تو اٹھ گئی ہوں اب جاؤ خود بھی تیار ہو جاؤ اور اپنے بابا کو بھی جگاؤ وہ بھی ناشتہ کر لے پھر تمہیں یونیورسٹی چھوڑنے بھی تو جائیں گے۔ ارے بھئی کیا ہو رہا ہے یہاں میں تو کب کا تیار ہوں اب جلدی سے ناشتہ دو پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں اور آج تو میری گریڈ رانی بھی بہت خوش ہے فرحاد صاحب نے محبت سے اپنی اکلوتی بیٹی کو دیکھا جس میں ان دونوں میاں بیوی کی جان بستی تھی۔ جی بابا خوشی تو مجھے ہونی ہی ہے آج میری یونیورسٹی کا پہلا دن جو ہے میں تو بہت ایکسائٹڈ ہوں۔ حجاب کی خوشی اس کے چہرے سے ہی عیاں تھی۔ حجاب باتیں بعد میں کر لینا ابھی جاؤ جلدی سے

تیار ہو جاؤ ورنہ دیر ہو جائے گی۔ نیلم نے حجاب سے کہا جو اپنے بابا کو دیکھتے ہی اب ان سے باتوں میں لگ گئی تھی۔ جی جی امی جا رہی ہوں کہتے ہی وہ بھاگتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ جبکہ فرحاد صاحب اب ٹی وی کے آگے نیوز سننے کے لیے بیٹھ گئے اور نیلم کچن میں ناشتہ تیار کرنے چلی گئی

حجاب ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھنے والی اپنے والدین کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی۔ اس کے والدین فرحاد صاحب اور نیلم بیگم دونوں کے والد بہت اچھے دوست تھے اسی دوستی کو رشتہ داری میں بدلنے کے لیے انہوں نے اپنے بچوں کی شادی کر دی۔ شادی کے بعد فرحاد صاحب اور نیلم بیگم دونوں ایک بہت حسین اور خوشگوار ازدواجی زندگی گزار رہے تھے ایک واحد دکھ اور پریشانی یہ تھی کہ دونوں میاں بیوی کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے محروم رکھا تھا وہ دونوں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اولاد کے لئے دعائیں مانگتے اور آخر کار دونوں کی دعائیں رنگ لے آئی چھ سال کی دعاؤں اور صبر کے بعد اللہ تعالیٰ نے دونوں کو اپنی رحمت یعنی حجاب سے نوازا حجاب ایک بہت ہی خوبصورت اور زہین بچی تھی فرحاد صاحب نے اپنی لاڈلی بیٹی کو شہر کے سب سے بڑے سکول میں داخل کروایا وہ ہمیشہ ہی ٹاپ کرتی میٹرک اور کالج میں بھی اس نے ٹاپ کیا تھا۔ حجاب کے اچھے نمبروں کی ہی

بدولت اسے ایک بہت بڑی یونیورسٹی میں سکولرشپ پہ داخلہ ملا تھا اور آج اسی یونیورسٹیوں میں حجاب کا پہلا دن تھا جہاں جانے کے لئے وہ بے تاب تھیں۔

"ششایان صاحب اٹھ جائیں، صاحب آپ کو یونیورسٹی کے لیے دیر ہو رہی ہے اٹھ جائے" وہ بوڑھا نوکر بچپار اکب سے شایان آفتاب کے سرہانے کھڑا ڈرتے ڈرتے آوازیں دیں رہا تھا اس بچارے کو ڈرتا تھا کہ جب یہ بگڑا نواب اٹھے گا تو پتہ نہیں میرا کیا حال کرے گا بہر حال اس نے کوشش کر کہ ایک بار پھر آواز دی۔ صاحب! "کیا ہے کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ کیوں صبح صبح میرے سر پہ آ کے کھڑے ہو گئے ہو بلکہ تم کس کی اجازت سے اندر آئے ہو بتاؤ مجھے" وہ کمبل بیڈ سے نیچے پھینک کر دھاڑا تھا جس پہ رشید بابا ڈر کر دو قدم پیچھے ہو گئے تھے۔ "وہ صاحب جی نیچے بیگم صاحبہ نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ کو جگا دو آپ نے یونیورسٹی بھی جانا ہے میں پہلے بھی آیا تھا کئی آوازیں دی مگر آپ نے دروازہ نہیں کھولا پھر بیگم صاحبہ نے کہا کہ کمرے کے اندر آ کر آپ کو جگاؤں" رشید بابا نے ایک ہی سانس میں ساری بات بتائی "اچھا اچھا اب بس جاؤ نیچے آتا ہوں میں" وہ اسی طرح ہتھیلی سے بولا جس طرح وہ ہمیشہ سے اپنے سے بڑے چھوٹے سب سے بات کرتا تھا۔

آفتاب عالم کا ایک ہی بیٹا تھا شایان آفتاب اکلوتا ہونے کی وجہ سے وہ سب کا لاڈلا بھی تھا بے تحاشہ لاڈپیار، دولت اور حسن نے اسے اس قدر مغرور اور متمیز بنا دیا کہ وہ بڑوں اور چھوٹوں سے بات کرنے کی تمیز ہی بھول گیا۔ اسے لگتا تھا کہ پیسہ ہی سب کچھ ہے پیسے سے ہر چیز خریدی جاسکتی ہے لیکن کچھ رشتے کچھ خوشیاں ایسی ہوتی ہیں جنہیں ہم پیسوں سے نہیں خرید سکتے لیکن اب یہ بات کوئی شایان آفتاب کو کیسے سمجھائے

فریش ہو کر جب وہ نیچے آیا تو شایان کی والدہ سلمہ بیگم اور اس کے والد جاوید صاحب بیٹھ کر ناشتہ کر رہے تھے "بالے ماماں جا رہا ہوں یونیورسٹی" شایان نے گاڑی کی چابی کو انگلی پہ گھماتے ہوئے آواز دی "ارے بیٹا ناشتہ تو کرتے جاؤ" سلمہ بیگم نے کہا "نہیں ماماں وہی کچھ کھا لوں گا" کہتے ہی وہ دوڑتا ہوا وہاں سے چلا گیا "جاوید کیا کروں میں اس لڑکے کا نا ٹھیک سے کھاتا پیتا ہے نا سوتا ہے پتہ نہیں کس وقت گھر آتا ہے کس وقت جاتا ہے ایسا کب تک چلے گا سلمہ بیگم نے غصے سے پوچھا "تو کیا کروں ایک ہی تو بیٹا ہے ہمارا اب کیا اس پر بھی پابندیاں لگا دوں جو ان لڑکا ہے یہی تو اس کی عمر ہے گھومنے پھرنے کی کرنے دواسے جو کرتا ہے" جاوید صاحب نے جواب دیا اور وہاں سے اٹھ کر آفس کے لیے روانہ ہو گئے۔

"امی بس بھی اب اتنا کھلا دیا آپ نے" حجاب نے منہ میں موجود آخری نوالہ ننگتے ہوئے نیلم بیگم سے کہا اچھا بابا چلو اب جلدی سے برقعہ پہن آؤں میں موٹر سائیکل نکالتا ہوں تب تک جواب فرحاد صاحب نے دیا اور سننے کی دیر کہ حجاب بھاگ کر کمرے میں گئی اور پانچ میں وہ برقعہ پہنے نیلم بیگم سے دعائیں لینے کہ بعد اب پھر سے فرحاد صاحب کے پاس کھڑی تھی چلے ابو؟ حجاب نے پوچھا جس کہ جواب میں فرحاد صاحب نے کہا "حجاب بیٹا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے میری بات دھیان سے سننا میری بیٹی اب تم بڑی ہو گئی ہو اب تم وہ چھوٹی سی حجاب نہیں رہی تمہیں اب بہت پھونک پھونک کے قدم رکھنا ہے تم ایک ایسے ادارے میں پڑھنے جا رہی ہو جہاں لڑکے بھی ہونگے اور لڑکیاں بھی اچھے لوگ بھی ہونگے برے بھی اب یہ تم پر ہے کہ تم اچھے لوگوں کو اپنا دوست بناتی ہو یا برے لوگوں کو لیکن ایک منٹ یہاں دوستی کے زمرے میں مرد نہیں آتے کیونکہ مرد کے ساتھ عورت دوستی کے نہیں بلکہ نکاح کے رشتے میں ہی اچھی لگتی ہے میں نے تمہیں کبھی کسی بھی کام سے نہیں روکا کیونکہ مجھے اپنی پرورش پہ اپنی بیٹی پہ یقین ہے نا محرم سے اور بری صحبت سے دور رہنا میری جان اور آخر میں میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا زندگی کے ہر موڑ پر بہت احتیاط سے اور سوچ سمجھ کر قدم آگے بڑھانا کیونکہ اگر تمہارا پیر پھسلا تو منہ کے بل میں گروں گا میری جان "بابا میں آپ سے صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ میں کبھی آپ کا بھروسہ نہیں



توڑوں گی کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گی جس کی وجہ سے دنیا کے سامنے آپ کا سر جھک جائے " حجاب نے اپنے بابا کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر نرم آنکھوں سے کہا یہ جانے بنا کہ ابھی اس کی زندگی میں ایک بہت بڑا طوفان آنے والا ہے جو اس کی ساری خوشیوں کو اپنا ساتھ اڑا کر لے جانے والا ہے۔

"یار شایان آج کے دن تو تمہیں لیٹ نہیں آنا چاہئے تھا کم از کم" ولید نے شایان کو آتے دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا "کیوں آج ایسا بھی کیا ہوا ہے جو مجھے جلدی آنا چاہئے تھا" جواب میں شایان نے کہا "ارے بیوقوف آج نئے اسٹوڈنس آرہے ہیں دیکھو" ولید نے قریب سے گزرتے ہوئے لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خباثت سے ایک آنکھ دبائی "اوووو اچھا تبھی میں کہوں آج یہ نئی نئی شہزادیاں کہاں سے آرہی ہے چلو اچھا ہوا کچھ نئی شکلیں بھی دیکھنے کو ملیں گی اب ان پرانی شکلوں کو ویسے بھی دیکھ دیکھ کر اکتا گئے تھے" کہتے ہی شایان ولید کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنسنے لگا

ایک مہینے بعد:

"ارے واہ حجاب صرف ایک مہینے میں ہی ہر ٹیچر کی زبان پہ حجاب فرحاد کا نام ہے کیا کھاتی ہو ویسے جو تمہارا دماغ اتنا چلتا ہے" حجاب کی دوست آرہ نے مزاق کرتے ہوئے کہا اس وقت کوئی کلاس نہیں تھی اس لیے وہ دونوں گارڈن میں گھاس پہ بیٹی باتیں کر رہی تھی



میں بھی وہی کھاتی ہوں جو تم کھاتی ہو لیکن کھانے کے علاوہ میں پڑھتی بھی ہوں موٹی تم بھی کبھی پڑھ لیا کرو" حجاب نے آرزو کے سر پہ کتاب مارتے ہوئے کہا "ہاں کھانا کھانے سے یاد آیا چلو نا کچھ کھانے چلتے ہیں بہت بھوک لگی ہے" آرزو نے حجاب سے کہا "ہاں تو تمہیں کب بھوک نہیں لگتی موٹی جاؤ بھر لو اپنا پیٹ" حجاب نے اس کا مذاق اڑایا "ارے میں اکیلے کیسے جاؤں تم بھی چلو نا میرے ساتھ" آرزو نے برا منائیں بغیر کہا "یاد دیکھو وہاں کینٹین میں کتنی رش ہے میں نہیں جا رہی وہاں تم جاؤ" حجاب نے کینٹین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں بہت رش تھا "اچھا تم ویٹ کرو یہی میں لے کر آتی ہوں یہاں برگرز دونوں کھاتے ہیں" آرزو نے حجاب سے کہا اور کینٹین کی طرف بڑھ گئی جبکہ حجاب نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب کھولی اور اسے پڑھنے لگی۔

"تم کیا دیکھنے میں اتنے مگن ہو جو تمہیں میری آواز تک نہیں سنائی دے رہی" شایان نے ولید کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے کہاں جو حجاب کو دیکھنے میں مگن تھا جبکہ شایان کب سے اسے یونیورسٹی میں موجود کسی لڑکی کے قصے سن رہا تھا جو شایان کے پیچھے پڑی تھی "ارے کچھ نہیں یاریہ سامنے جو لڑکی بیٹھی ہوئی ہے نا اس کو دیکھ رہا ہوں یہی ہے وہ حجاب فرحاد" ولید نے حجاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا "کون ہے یہ لڑکی اور تم اسے کیسے جانتے ہو" شایان نے پوچھا "یار میں کیا آدھی یونیورسٹی اسے جانتی ہوگی بہت

لائق سٹوڈنٹ ہے اپنے کام سے کام رکھنے والی اور لڑکوں سے دور رہنے والی سرکاران اور سریا سر اس دن سٹاف روم میں بات کر رہے تھے اس کے بارے میں کہ بہت اچھی بچی ہے پھر آس پاس کے باقی ٹیچرز بھی جو سن رہے تھے انہوں نے بھی سر کی بات کی تائید کی ولید نے بتایا "اچھا لڑکوں سے دور رہنے والی یہی بتایا نا ابھی تم نے "شایان نے ایک آنکھ دباتے ہوئے ولید سے پوچھا اور وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا "ہاں یہی بتایا میں نے لیکن تم کہاں جا رہے ہو" ولید نے حیرت سے پوچھا "میں دیکھنے جا رہا ہوں کہ کوئی شایان آفتاب کو بھی انور کر سکتا ہے" شایان نے غرور سے کہا اور جہاں حجاب بیٹھی تھی اس طرف چل پڑا۔

ہیلو! مس حجاب! حجاب کو اپنے قریب سے آواز سنائی دی جس پہ اس نے نظر اٹھا کر اس انسان کو دیکھا جو حجاب کو مخاطب کرنے کے بعد اب بے تکلفی سے اس سے تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھ رہا تھا جبکہ شایان نے حجاب کے چہرے پر واضح ناگواری محسوس کی تھی اب وہ اس کے تاثرات کا اندازہ لگا رہا تھا جب اس نے حجاب کو کہتے سنا "جی کیا بات ہے مسٹر؟ کوئی کام ہے آپ کو؟" نہیں کام تو کوئی نہیں ضروری تو نہیں کہ کسی سے بات صرف کام کیلئے ہی کی جائے "شایان نے کہا "ضروری ہے کیونکہ میں غیروں سے بلاوجہ بات کرنا پسند نہیں کرتی اب آپ یہاں سے جاسکتے ہیں" حجاب نے سرد مہری سے کہا اور

ہاتھ میں موجود کتاب پہ جھک گئی جبکہ شایان نے غصے سے مٹھیاں بھینچی لیکن جلد ہی خود پہ قابو پاتے ہوئے کہا "ارے آپ تو ناراض ہو گئی ہے میں تو صرف آپ سے دوستی کرنا چاہتا تھا۔ کیا آپ میری دوست بنیں گی؟ شایان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جبکہ دوسری طرف حجاب پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی اس سے پہلے کہ حجاب کچھ کستی شایان بول پڑا "کوئی بات نہیں اتنی جلدی بھی نہیں کل تک آپ سوچ لیں اور کل مجھے جواب دے دینا کہتے ہی شایان وہاں سے اٹھا اور سیٹی بجاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا جبکہ پیچھے حجاب غصے سے بل کھا کہ رہ گئی۔

"کیا بنا پھر" شایان کے آتے ہی ولید نے آنکھوں میں شرارت لیے پوچھا "مڈل کلاس لڑکیاں شروع میں ایسے ہی اسٹیوڈیو دکھاتی ہے اب اسے پتہ چلے گا کہ میرے پاس کتنا پیسہ ہے تو دیکھنا کیسے میرے پیچھے پڑے گی" شایان نے غصے سے کہا جبکہ اس کی بات سن کر ولید نے زوردار تقہم لگایا "سیدھی طرح بولو کہ اس نے تمہیں گھاس نہیں ڈالی دیکھو شایان ہر لڑکی ایک جیسی نہیں ہوتی میں نے دیکھا ہے وہ اپنے کام سے کام رکھنے والی لڑکی ہے تم اب اسے کچھ مت کہنا مانا کہ کچھ لڑکیاں ایسی بھی ہے جو خود تمہارے پیچھے پڑی ہے یا تو تمہاری خوبصورتی کی وجہ سے اور یا تمہاری دولت کی وجہ سے مگر سب لڑکیاں ایک جیسے نہیں ہوتی" ولید نے بہت آرام سے اسے سمجھایا تھا جبکہ شایان کی نظریں اب بھی دور بیٹی

حجاب پہ تھی "واقعی یار وہ باقی لڑکیوں جیسی نہیں بلکہ زیادہ خوبصورت اور اڑٹیکٹو ہے اب تو میں اس سے دوستی کر کے ہی رہوں گا" شایان نے ایک آنکھ دباتے ہوئے کہا جبکہ ولید نے موضوع بدل دیا تھا کیونکہ اسے پتہ تھا اس انسان کو سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں "کیا یہ سب تم سے شایان آفتاب نے کہا" آرزو نے حیرت سے حجاب سے پوچھا "نہیں تو کیا اتنی دیر سے میں فارسی بول رہی ہوں" حجاب نے کھا جانے والے انداز میں کہا "جو بھی ہو حجاب میں بتا رہی ہوں وہ دولت کے نشے میں دھت ایک مغرور اور گھٹیا انسان ہے اس سے بچ کے رہنا وہ شاید ہر لڑکی کو ان لڑکیوں جیسا سمجھتا ہے جو اس کے ساتھ راتیں گزارتیں ہیں اس آس میں کہ شایان آفتاب اس سے شادی کر لے گا مگر وہ ہر لڑکی کو محض استعمال کرنے کے بعد چھوڑ دیتا ہے" آرزو نے حجاب کو خبردار کرتے ہوئے کہا "میری طرف سے وہ جہنم میں جائے جیسا بھی ہو بس مجھے بخش دے میں یہاں پڑھنے آتی ہوں دوستیاں کرنے نہیں" حجاب نے بے زاری سے جواب دیا "اچھا چلو چھوڑو دفع کرو اسے یہ کھاؤ جلدی سے اور موڈ ٹھیک کرو ابھی کلاس میں بھی جانا ہے" آرزو نے بات بدلتے ہوئے کہا اور حجاب کی توجہ ان برگرز کی طرف دلائی جو وہ کچھ دیر پہلے لے کر آئی تھی۔

حجاب گھر آ کر بھی بہت غصے میں تھی "فرحاد صاحب اور نیلم بیگم نے کافی پوچھا لیکن ہر دفعہ حجاب بات بدل دیتی کیونکہ وہ اپنی امی اور بابا کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اگلے دن وہ لائبریری میں بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھی جب کوئی کرسی کھینچ کر اس کے بلکل پاس بیٹھا تھا وہ ڈر کر ایک دم پیچھے ہو گئی تھی لیکن سامنے دیکھنے پر اسے جو شخص نظر آیا اس کو دیکھ کر حجاب کا ڈر غصے میں بدل گیا۔ "جی کیا بات ہے؟ حجاب نے کخت لہجے میں پوچھا تھا "آپ سے کل میری بات ہوئی تھی پھر کیا سوچا آپ نے اس بارے میں" شایان نے مسکراتے ہوئے پوچھا "مجھے اس بارے میں سوچنے کی ضرورت نہیں میں یہاں پڑھنے آتی ہوں دوستیاں کرنے نہیں اور آئندہ اگر آپ میرے پیچھے آئے تو اچھا نہیں ہوگا" حجاب نے غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ کہا تھا جبکہ سامنے بیٹھے شایان کے تاثرات بھی اس وقت حجاب سے کم نہیں تھے اپنی بات مکمل کرتے ہی حجاب جھٹکے سے اٹھی تھی اور اور ابھی اس نے ایک قدم آگے بڑھایا ہی تھا جب شایان نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے روکا سمجھتی کیا ہو خود کو ہاں شکر کرو شایان آفتاب خود چل کر تمہارے پاس آیا ہے ورنہ لڑکیاں چل کر شایان آفتاب کے پیچھے آتی ہیں "پھر تھوڑا سا جھک کر حجاب کے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا تھا "اگر پیسوں کی بات ہے تو فکر مت کرو جتنے پیسے بولو گی میں دو..... ابھی اس نے بات مکمل نہیں کی تھی جب ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے سے ٹھکرایا تھا لائبریری میں موجود سب سٹوڈنٹس نے یہ منظر دیکھا تھا اور حیرت سے سب کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھی جن میں شایان کے دوست بھی شامل تھے کیونکہ آج تک سب نے

زیادہ تر لڑکیوں کو شایان آفتاب کے پیچھے بھاگتے دیکھا تھا آج پہلی بار کسی لڑکی نے اسے  
 تھپڑ مارا تھا "تم ایک نہایت گھٹیا انسان ہو سب کو اپنے جیسا نیچ سمجھ رکھا ہے اور جو لڑکیاں  
 تمہارے پیچھے بھاگتی ہیں وہ بھی تمہاری طرح تھرڈ کلاس اور نیچ ہیں دوبارہ اگر میرے پیچھے  
 آئے دو بہت برا حشر کروں گی تمہارا" بولتے بولتے حجاب کا غصے سے سانس پھول گیا تھا  
 پھر وہ وہاں رکی نہیں تھی اور لائبریری سے باہر نکل آئی موبائل نکال کر اسنے اپنے بابا  
 کو سردرد کا بہانہ بنا بنا کر آنے کا بولا تھا ابھی وہ موبائل بیگ میں واپس رکھ رہی تھی جب  
 اسے پیچھے سے آواز سنائی دی تھی "تم نے بالکل بھی اچھا نہیں کیا حجاب فرحاد بہت پارسا  
 سمجھتی ہوں نا خود کو اب دیکھنا میں تمہارا کیا حال کرتا ہوں" وہ شایان آفتاب تھا جو غصے سے  
 بھیخنی ہوئی آواز میں کہتا وہاں سے چلا گیا جبکہ حجاب کا دل پتے کی مانند لرز رہا تھا کہ نجانے  
 اب کیا ہونے والا ہے

www.urdu novels mania.com

حجاب ساری رات جائے نماز پر بیٹھ کر بہت رونی تھی اور ڈر کے مارے اس نے اگلے دن  
 یونیورسٹی سے چھٹی کی تھی اگلی صبح نماز پڑھنے کے بعد اب وہ بیٹھی سوچ رہی تھی کہ میں کب  
 تک یونیورسٹی نہیں جاؤں گی آج نہیں تو کل جانا تو ہے ہی اپنے اندر ہمت و حوصلہ پیدا  
 کرتی وہ یونیورسٹی جانے کی تیاری کرنے لگی۔

"ہیلو! ہاں تیار ہونا تم "شایان نے فون پہ ولید سے کہا "ہاں شایان تم بے فکر ہو جاؤ اس چڑیا کیلئے ایسا جال بچھایا ہے کہ یاد رکھے گی "دوسری طرف سے ولید نے خباثت سے ہنستے ہوئے کہا "اچھا سہی ہے باقی کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے کل تو نہیں آئی تھی وہ لیکن مجھے یقین ہے آج ضرور آئے گی بس ہر طرح سے تیار رہنا "شایان نے اسے مزید کچھ ہدایات دینے کے بعد موبائل اپنے جیب میں رکھا اور یونیورسٹی کے لئے تیار ہونے چل دیا آج فرحاد صاحب کو حجاب کچھ اداس لگ رہی تھی یونیورسٹی کے گیٹ کے پاس جیسے ہی حجاب بانیک سے اتری فرحاد صاحب نے پوچھا "حجاب میری جان کیا ہوا میں دو دن سے دیکھ رہا ہوں تم چپ چپ سی ہو اگر کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ گریٹا "نہیں بابا ایسا کچھ نہیں ہے بس آج ایک ٹیسٹ ہے میں زیادہ تیاری نہیں کر پائی اس کے لیے اسی لیے تھوڑی اداس ہوں حجاب نے بمشکل مسکراتے ہوئے بتایا "اچھا بیٹا ایسی بات ہے تو کوئی بات نہیں دل لگا کر پڑھوں ان شاء اللہ تمہارا ٹیسٹ اچھا ہوگا "حجاب کے ماتھے کو چومتے وہ بانیک روانہ کرتے وہاں سے چلے گئے تھے جبکہ حجاب یونیورٹی کے گیٹ کو عبور کرتی اپنے کلاس کی جانب بڑھ گئی تھی یونیورسٹی آکر سٹوڈنٹس سے یہ جان کر حجاب کو بہت خوشی ہوئی تھی کہ آج شایان آفتاب نہیں آیا تھا



سیکنڈ کلاس ایڈنڈ کرنے کے بعد اب وہ اور آرزو دونوں فری تھی اس لئے دونوں گارڈن میں نرم نرم گھاس پہ بیٹھ گئی ابھی بمشکل پانچ منٹ ہی گزرے ہونگے جب آرزو کے موبائل پہ کسی انجان نمبر سے کال آئی تھی موبائل کان سے لگائے وہ ہیلو ہیلو کر رہی تھی لیکن آواز سہی سے نہیں آرہی تھی "جواب یہاں شاید نیٹ ورک پر وولم ہے میں ابھی آتی ہوں" آرزو کہتے ہی وہاں سے اٹھی اور دوسری طرف چلی گئی کچھ ہی دیر گزری ہوگی جب ایک لڑکی نقاب کیے جواب کے پاس آئی "کیا آپ کا نام جواب ہے؟" اس لڑکی نے پوچھا "جی میں جواب ہوں آپ کون؟" جواب نے پوچھا "مجھے آپ کی دوست آرزو نے بھیجا ہے وہ یونیورسٹی کی پچھلی سائیڈ پہ گیٹ کے پاس بیٹھی بہت رو رہی ہے میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ میری دوست جواب آپ کو گارڈن میں ملے گی برقعے میں اسے یہاں بھیجو"

آپ پلیر جلدی جائے وہ بہت رو رہی ہے "آرزو کا سنتے ہی جواب حواس باختہ سی کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر اٹھی اور یونیورسٹی کے پچھلے گیٹ کی طرف چلی گئی "ہیلو کام ہو گیا وہ پچھلے گیٹ کی طرف آرہی ہے تیار رہو" نقاب پوش لڑکی نے موبائل پہ کسی سے کہا تھا "اچھا ٹھیک ہے اب تم بنا نقاب ہٹائے یونیورسٹی سے نکلو اور دوبارہ یہاں نظر نا آنا سمجھ آئی"

دوسری طرف سے کہا گیا تھا "لیکن میرے پیسے؟" نقاب پوش لڑکی نے پوچھا "ہاں ہاں مل جائیں گے سارے پیسے ابھی نکلو وہاں سے ورنہ ہم پھنس جائیں گے" دوسری طرف

سے کافی غصے میں کہا گیا تھا اور نقاب پوش لڑکی موبائل پر س میں رکھتی تیز تیز قدموں کے ساتھ وہاں سے چلی گئی تھی "حجاب کہاں چلی گئی میں اسے یہی تو چھوڑ کے گئی تھی" آ رہ نے واپس آ کر جب دیکھا کہ حجاب نہیں ہے تو اس اسنے خود کلامی کے انداز میں کہا "شاید وہ لائبریری چلی گئی ہو وہاں چل کے دیکھتی ہوں" خود سے کہتی اس نے بیگ اٹھایا اور وہاں سے چلی گئی

یونیورسٹی کا یہ پچھلا حصہ بہت سنسان تھا یہ کوئی بھی نہیں آتا تھا پچھلے حصے میں موجود گیٹ بھی کافی وقت سے بند پڑا تھا حجاب تیز تیز قدموں سے گیٹ کی جانب بڑھ رہی تھی ایک دم اس کے قدموں کو بریک لگا تھا جب اس نے گیٹ کی جانب دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا حجاب کا دل پتے کی مانند لرز رہا تھا اس کے ہاتھ پیر بری طرح کانپ رہے تھے اسے اب سمجھ آ رہا تھا کہ یہ سب ڈرامہ تھا اس سے پہلے کے وہ واپسی کیلئے قدم بڑھاتی کسی نے پیچھے سے اس کے منہ پر رومال رکھ دیا تھا حجاب نے بہت کوشش کی اس رومال کو ہٹانے کی لیکن کامیاب نہ ہو سکی اور آخر کار اس کی آنکھیں ناچاہتے ہوئے بھی بند ہو گئی "گیٹ کھولو جلدی سے" منہ کو رومال سے چھپائے اس شخص نے موبائل پہ کسی سے کہا تھا اور دوسری طرف گیٹ کے دوسرے طرف موجود شخص نے وقت ضائع کیے بغیر گیٹ کھول دیا تھا اندر موجود آدمی نے وقت ضائع کیے بغیر حجاب کو بازوؤں میں اٹھایا اور گاڑی

کی پچھلی سیٹ پر اسے لیٹا دیا تب تک باہر موجود شخص گیٹ کو واپس تالا لگا چکا دونوں منہ کو رومال سے چھپائے گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی کو زن سے آگے بڑھا دیا "اب نقاب اتار دے جانی کام ہو گیا" شایان آفتاب نے اپنا نقاب اتارنے کے ساتھ ساتھ ڈرائیونگ کرتے ولید کا نقاب بھی ہٹایا تھا "اب اسے لے کے کہاں جانا ہے" ولید نے پوچھا "اسی جگہ جہاں ہم پہلے بھی کئی لڑکیوں کو لے کے جا چکے ہیں" شایان نے جواب دیا ولید نے سر اثبات میں ہلایا اور گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔

چھٹی ہو چکی تھی کثیر تعداد میں لڑکیاں اور لڑکے یونیورسٹی سے منکل رہے تھے فرحاد صاحب بانیک ایک جانب کھڑا کیے دس منٹ سے حجاب کا انتظار کر رہے تھے دو دفعہ فون بھی کیا تھا لیکن نمبر بند جا رہا تھا ابھی وہ دوبارہ فون ملاتے اس سے پہلے ہی آ رہے یونیورسٹی سے باہر منکل تھی اور فرحاد صاحب کو دیکھتے ہی ان کی طرف آئی "انکل آپ یہاں؟" "آ رہے بیٹا شکر ہے تم آ گئی ذرا حجاب کو تو بلا لاؤ میں کافی دیر سے اس کا انتظار کر رہا ہوں لیکن وہ پتہ نہیں کہ ہر رہ گئی" فرحاد صاحب نے کہا "کیا مطلب انکل حجاب گھر نہیں گئی میرا مطلب میں بھی تقریباً صبح سے اسے کالز کر رہی ہوں مگر نمبر بند جا رہا ہے صبح وہ میرے ساتھ ہی تھی گاڑن میں بس تھوڑی دیر کیلئے میں فون سننے گئی تھی اور جب واپس آئی تو وہ نہیں تھی مجھے لگا لائبریری گئی ہوگی میں نے وہاں بھی جا کر دیکھا مگر حجاب نہیں ملی مجھے پھر مجھے لگا کہ شاید وہ

آج پھر جلدی چلی گئی ہو لیکن خیر آپ یہاں ویٹ کریں میں ایک بار پھر دیکھ کہ آتی ہوں " پریشان سے لہجے میں کہتی آ رہ وہاں سے چلی گئی ابھی تک تقریباً سارے سٹوڈنٹس جا چکے تھے یونیورسٹی خالی ہو چکی تھی فرحاد صاحب کو پریشانی میں دیکھ کر یونیورسٹیوں کا سکیورٹی گارڈ بھی ان کے پاس آیا اور پھر ان کو بھی یونیورسٹی کے اندر لے گئے آ رہ، فرحاد صاحب اور سکیورٹی گارڈ تینوں نے پوری یونیورسٹی میں دیکھ لیا لیکن حجاب کا کوئی پتہ نا چلا یہی بات جب یونیورسٹی کہ پرنسپل تک پہنچی تو انہوں نے سی سی ٹی وی کیمروں کی ریکارڈنگز بھی چیک کیے لیکن یونیورسٹی کے پچھلی طرف کوئی کیمرا نہ تھا جس میں کچھ ریکارڈ ہو پاتا " دیکھے فرحاد صاحب آپ اپنے گھر فون کر کے دیکھے ہو سکتا ہے حجاب بیٹی گھر چلی گئی ہو " پرنسپل نے کہا جس پہ فرحاد صاحب نے نیلم بیگم کو فون کر کے ان سے پوچھا لیکن انہوں نے رونا شروع کر دیا " نہیں فرحاد میں کب سے آپ دونوں کا انتظار کر رہی ہوں کہاں ہے میری بچی مجھے بتائے خدا کے لیے جلدی گھر آ جائے حجاب کو لیکر " فرحاد صاحب کے پوچھنے پر نیلم بیگم نے روتے ہوئے کہا " اچھا نیلم پریشان نا ہو میں لیکر آتا ہوں حجاب کو " فرحاد صاحب نے نیلم بیگم کو توجھوٹی تسلی دے دی لیکن خود انکے ہاتھ پیر کا نپ رہے تھے سوچ سوچ کر کہ حجاب کہاں اور کس حال میں ہوگی " " اسماعیل فوراً پولیس کو اطلاع دو یہ کوئی چھوٹا معاملہ نہیں ہے " پرنسپل صاحب نے گارڈ کو کہا " جی سر " کہتے ہی گارڈ وہاں سے چلا گیا

"فرحاد صاحب آپ بیٹھ جائیں یہاں کب تک کھڑے رہینگے اللہ سے دعا کریں اور بیٹھ جائے" پرنسپل صاحب نے فرحاد صاحب سے کہا "انگل میں چلتی ہوں کچھ بھی پتہ چلے تو مجھے بتائیے گا" یہ کہتے ہی آ رہے بھی وہاں سے چلی گئی۔

آہستہ آہستہ حجاب ہوش میں آ رہی تھی کچھ گھنٹے پہلے جو کچھ اس کے ساتھ ہو چکا تھا وہ سب اس کے ذہن میں کسی فلم کی طرح چلنے لگا وہ جھٹکے سے اٹھی تھی اور پاگلوں کی طرح آگے پیچھے دیکھا تھا وہ اس وقت ایک کمرے میں بیڈ پہ موجود تھی پورے کمرے میں اس بیڈ کے علاوہ ایک صوفہ تھا لیفٹ سائیڈ پہ ایک کھڑکی تھی کھڑکی کو دیکھتے ہی وہ بھاگتی ہوئی اس طرف گئی پردہ ایک طرف ہٹاتے ہی اس کے ہاتھ اپنی جگہ ساکت ہو گئے تھے "رات ہونے والی ہے اور میں گھر سے باہر یہ کس کا گھر ہے میں کہاں ہوں" پاگلوں کی طرح روتے ہوئے وہ خود سے باتیں کر رہی تھی پھر ایک دم اس نے کھڑکی پہ موجود شیشوں سے باہر کا منظر صاف نظر آ رہا تھا وہ ایک سنسان علاقہ تھا دروازے تک حجاب کو کوئی نظر نہیں آ رہا تھا شیشے کی دوسری طرف لوہے کے گرلز تھے اگر وہ شیشے کو توڑتی باہر نکلنے کے لیے تب بھی کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ لوہے کے مضبوط گرلز توڑنا حجاب کے بس کی بات نہیں تھی وہ فوراً دروازے کی طرف گئی تھی اور دروازے کو دونوں ہاتھوں سے پیٹنا شروع کر دیا "کھولو کھولو دروازہ..... کوئی ہے دروازہ کھولو خدا کے لیے دروازہ کھولو" روتے روتے جب وہ

تھک گئی دو ایک کونے میں جا کے بیٹھ گئی کچھ دیر بعد ہی دروازہ کھلا تھا اور دروازہ کھولنے والا کوئی اور نہیں بلکہ شایان آفتاب تھا زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ وہ حجاب کی طرف بڑھا تھا "پھر کیسا لگا پارسابی بی تمہیں یہاں کب سے دروازہ بجارہی تم میں باہر ہی موجود تھا لیکن میں نے کھولا نہیں پتہ ہے کیونکہ مجھے مزا آ رہا تھا بہت اکرٹ ہے نا تم میں آب اکرٹ دکھاؤ ذرا مجھے تھپڑ مارا تھا نا تم نے مجھے اب تمہارا وہ حشر کروں گا کہ تھپڑ تو دور کی بات تم کسی کو منہ دکھانے لائق بھی نہیں رہو گی" وہ زہریلے لہجے میں بولتے ہوئے حجاب کی جانب بڑھ رہا تھا "نہیں نہیں دیکھو شایان ایسا مت کرو میں نے تمہیں تھپڑ مارا تھا نا میں تم سے سب کے سامنے معافی بھی مانگ لوں گی میں میں تمہارے پاؤں پڑ کے تم سے معافی مانگوں گی مجھے جانے دو میں آئندہ کبھی تمہیں اپنی شکل بھی نہیں دکھاؤں گی لیکن تم مجھے جانے دو خدا کے لیے مجھے جانے دو میرے قریب مت آؤ پلیز میرے قریب مت آؤ" حجاب گر گڑا رہی تھی معافیاں مانگ رہی تھی مگر سامنے موجود انسان کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا شایان آگے بڑھ رہا تھا اور وہ پیچھے پیچھے جا رہی تھی "شایان آفتاب تمہیں اللہ کا واسطہ مجھے جانے دو، شایان تمہیں اللہ کا واسطہ مجھے ہاتھ مت لگاؤ تمہیں اس پروردگار کا واسطہ مجھے جانے دو" صرف کمرے میں ہی نہیں بلکہ پورے گھر میں حجاب فرحاد کی آوازیں گونج رہی تھی مگر اس درندے کو حجاب پہ ترس نہیں آیا وہ حوس پرست انسان بھول گیا تھا کہ ایک ذات ایسی

ہے جو اسے دیکھ رہی ہے جس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں آج اس سنسان جگہ پہ واقع گھر میں ایک بیٹی کی عصمت کو تار تار کر دیا گیا تھا

مجھے حیرت ہوتی ہے ان ریپ کرنے والے لوگوں پہ یہ لوگ آگ سے ڈرتے ہیں کہ وہ جلا دے گی

پانی سے ڈرتے ہیں کہ وہ ڈبو دے گا

طوفان سے ڈرتے ہیں کہ وہ اڑا لے جائے گا

زلزلے سے ڈرتے ہیں کہ وہ دھنسا دے گا پر

اللہ عز وہ جل سے کیوں نہیں ڈرتے جو ان سب پر قادر ہیں

"اور عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو"

سورة: النساء (19) [www.urdunovelsmania.com](http://www.urdunovelsmania.com)

"فرحاد صاحب کب تک ایسے ہی بیٹھے رہینگے مجھے لگتا ہے اب آپ کو گھر چلے جانا چاہیے

شام ہونے والی ہے پولیس پوچھ تاچھ کر رہی ہیں ان شاء اللہ جلد ہی کچھ پتہ چل جائے گا"

یونیورسٹی کے پرنسپل نے فرحاد صاحب سے کہا جبکہ وہ بس خالی خالی نظروں سے یہاں

وہاں دیکھ رہے تھے کیا بتاتے کتنا مشکل ہے اس ماں کا سامنہ کرنا جس کی بیٹی اغوا ہو گئی



ہو کتنا مشکل ہے اس گھر میں بیٹی کے بغیر قدم رکھنا جس گھر کے کونے کونے میں اسی بیٹی کی یادیں موجود ہو "وہ نہیں سمجھا سکتے تھے کسی کو بھی نہیں سمجھا سکتے کبھی بھی نہیں آخر کار فرحاد صاحب نے سامنے میز پر رکھا اپنا موبائل اٹھایا تھا جس پہ کب سے نیلم بیگم کے فون آرہے تھے لیکن ان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ایک ماں کو بتاتے کہ تمہاری اکلوتی جان سے پیاری بیٹی اغوا ہو چکی ہے موبائل اٹھاتے وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے وہاں سے چلے آئے تھے۔

گھر پہنچ کر انہوں نے جیسے ہی اندر قدم رکھا نیلم بیگم دیوانہ بھاگتی ہوئی آئی تھی "فرحاد ج حجاب کہاں" "میری بیٹی کہاں ہے فرحاد آپ اسے لینے گئے تھے ناکہاں ہے حجاب" گھر کہ صحن میں فرحاد صاحب کا ہاتھ تھامے کھڑی وہ ماں اپنی بیٹی کو دیکھنے کیلئے پاگل ہو رہی تھی "نہیں ملی مجھے حجاب نیلم سنا تم نے نہیں تھی ہماری بیٹی یونیورسٹی میں پتہ نہیں کہاں ہوگی کس حال میں ہوگی میری بچی" بولتے بولتے فرحاد صاحب کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت میں نکل رہے تھے وہ دونوں وہی صحن میں زمین پہ بیٹھ گئے تھے ساری رات روتے اللہ سے دعائیں مانگتے رہیں۔ یہ جانے بغیر کہ ان کی بیٹی پہ ایک بہت بڑی قیامت گزر چکی ہے ایک وحشی درندہ اسے بری طرح نوچ چکا ہے۔ آہ! قیامت کیا ہوتی ہے وہ کوئی

اس ماں باپ سے پوچھے جن کی بیٹی اغوا ہو چکی ہو پھر چاہے وہ پانچ سالہ بچی ہو یا بیس سالہ جوان لڑکی۔

"ہیلو!" ولید نے غصے سے کہا تھا "کیا ہے یار کیو صبح صبح تنگ کر رہے ہو" دوسری طرف نیند میں ڈوبی آواز سے کہا گیا تھا "ارے جاگ جاؤ اب اور جلدی سے اپنے اس فارم ہاؤس پہنچو ابھی کہ ابھی اس لڑکی کا کچھ کرنا ہو گا یو نیورسٹی میں پولیس آئی تھی سب سٹوڈنٹس سے پوچھ گچھ کر رہے تھے تم جلدی سے فارم ہاؤس پہنچو اس لڑکی کا کچھ کرتے ہی اس سے پہلے کہ ہمارے لیے کچھ مسئلہ بن جائے" یہ سب سنتے ہی شایان آفتاب کی نیند بھک سے اڑی تھی "اچھا تم پہنچو میں بس ابھی آتا ہوں" اس نے کہا اور موبائل بیڈ پہ پھینکتا تیار ہونے چل دیا۔

ولید ٹھیک صبح دس بجے فارم ہاؤس کے اندر داخل ہوا جس کمرے میں حجاب تھی اس کمرے کو کھولنے کے لیے اس نے ہاتھ بڑایا تھا لیکن پھر ایک دم رک کیا کمرے کے اندر سے افیت ناک سسکیوں کی آوازیں آرہی تھی پھر سے قدم پیچھے لیتا وہ واپس فارم سے باہر آ گیا اور شایان کا انتظار کرنے لگا پندرہ منٹ میں وہ بھی فارم ہاؤس پہنچ گیا "ارے یار شکر ہے تم آ گئے اب جلدی سے بتاؤ اس لڑکی کا کرنا کیا ہے؟ اگر اس کو جانے دیں گے تو یہ سب کو سچائی بتا دے گی اس لیے اس کی واپسی تو نا ممکن ہے" ولید نے کہا "ہاں یہ تو

سہی کہا تم نے بس پھر تم سوچھ کیا رہے ہومار کر کسی پھینک دو" شایان آفتاب نے بہت آرام سے کہا "کیا دماغ ٹھیک ہے تمہارا یہ ریپ کیس ہے شایان اور اوپر سے تم اسے قتل کرنے کا بھی کہہ رہے ہو" ولید نے پریشان سے لہجے میں کہا "ارے میرے دوست اب تک کتنے ریپ ہوئے ہیں کتنے قتل ہوئے ہیں سزا ملی اب تک کسی کو بھی نہیں نا" ولید نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا تھا "ہاں تو پھر کیا ٹینشن ہے اور اگر کسی کو پتہ چلتا بھی ہے تو یہ عدالتیں پیسوں سے چلتی ہیں انصاف سے نہیں" شایان نے بہت آرام سے اپنی بات مکمل کی اود پھر ولید کی طرف دیکھ کر پوچھا "پھر کیا خیال ہے" "ہاں سہی ہے اگر ایسی بات ہے تو پھر ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے ولید نے کہا اور دونوں اس کمرے کی جانب بڑھ گئے جس کمرے میں اس زندہ لاش کو بند کیا گیا تھا۔

اس تاریک کمرے کا دروازہ ایک چرچراہٹ کے ساتھ کھلا تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی حجاب نے دروازہ کھلنے کی آواز پر سر اٹھا کر اوپر دیکھا تھا اس کی اجڑی ہوئی حالت اس پر بیتے ظلم کی داستان سنارہا تھا سامنے موجود انسان کوئی اور نہیں بلکہ شایان آفتاب تھا اور اس کے ساتھ ولید بھی موجود تھا ہونٹوں پہ زہریلی مسکراہٹ لیے وہ حجاب کی طرف بڑھ رہا تھا "پھر کیسا لگا مس حجاب فرحاد؟ اب تو بہت اچھے سے اندازہ ہو گیا ہوگا تمہیں کہ شایان آفتاب سے پنگا لینے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے ولید مجھے دو گن اس

کی جان بھی میں ہی لوں گا اپنے ہاتھوں سے شایان نے ولید کے ہاتھ سے بندوق لیتے ہوئے کہا جسے ولید نے فوراً شایان کے حوالے کر دیا شایان آفتاب نے بندوق کا رخ حجاب کی طرف کیا اسے لگا تھا اب پھر حجاب روئے گی گرڈ گڑائے گی مگر نہیں وہ تو پتھر بنی اسے دیکھ رہی تھی "میں تمہیں جان سے مارنے والا ہوں کیا تمہیں موت سے ڈر نہیں لگتا" شایان نے اس کے بے تاثر چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا "ڈروہ بھی موت سے بالکل بھی نہیں اچھا ہے نہ میں اپنے رب کے پاس اپنے اللہ کے پاس چلی جاؤں گی جو بہت بڑا رحمان و رحیم ہے موت سے ڈرنا تو تمہیں چاہئے شایان آفتاب سوچوں جب اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاؤ گے اور تم سے ایک ایک کر کے تمہارے ہر ظلم ہر گناہ کے بارے میں پوچھا جائے گا بتاؤ کیا جواب دو گے بہت غرور ہے نا تمہیں اپنی دولت اپنے حسن کا تو سنو شیطان کو بھی غرور کی وجہ سے ہی جنت سے نکال باہر کیا تھا وہ ایک فرشتے سے شیطان بن گیا تم بھی اپنا انجام دیکھو گے بہت جلد گناہ کا ساتھ دینے والا بھی اس گناہ میں برابر کا شریک ہوتا ہے ظالم کا ساتھ دینے والا بھی ظلم میں مکمل شامل ہوتا ہے ولید احسان میں آج تم دونوں کو بد دعا دیتی ہوں اللہ عز وہ جل تم دونوں کی زندگی سے سکون چھین لے اللہ کرے شایان آفتاب تمہارا کوئی اپنا بھی اس کرب سے گزرے جس سے میں گزری ہوں تاکہ تمہیں احساس ہو اللہ کرے تم دونوں دنیا میں تڑپ تڑپ کر مر جاؤ اور آخرت میں جہنم کا ایندھن

بنو" اس سے پہلے کہ حجاب کچھ اور بولتی ٹھاہ کی آواز تین دفعہ گونجی تھی فارم ہاؤس کی چھت پہ موجود پرندے بھی ڈر کر اڑ گئے تھے سفید ماربل کے فرش پر خون ہی خون تھا اور درمیان میں حجاب فرحاد کا مردہ جسم پڑا ہوا تھا غصے کی شد سے سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں سے شایان نے ولید کی طرف دیکھا "بہت ڈھیٹ لڑکی تھی اسے کیا لگتا تھا میں اس کی بددعاؤں سے ڈر جاؤں گا ہونہ بے وقوف لڑکی تم ایک کام کروں اسے کسی سنسان علاقے میں کسی بھی کچرے میں ہانا لے میں پھینک آؤں میں تب تک یہ کمر صاف کرواتا ہوں " پھر ان دونوں درندوں نے مل کر حجاب کو ایک بوری میں بند کیا ولید اسے پھینکنے گیا جبکہ شایان نے کمرے کی صفائی کی "چلو اب دونوں یونیورسٹی چلتے چلتے ہیں کسی اس تھپڑ والے واقعے کی وجہ سے کسی کو شک نہ ہو جائے " ولید نے کہا اور دونوں دروازے کو تالا لگاتے وہاں سے چلے گئے

"بیشک جو ظالم ہیں ان کے لیے دردینے والا عذاب ہے" سۃ: ابراہیم (22)

اور مومنوں یہ نا سمجھنا کہ یہ ظالم جو کام کر رہے ہیں اللہ ان سے بے خبر ہے۔ سورۃ:

ابراہیم (42)

جس دن یہ زمین دوسری ہی زمین بنا دی جائے گی اور آسمان بھی (بدل دیئے جائیں گے) اور سب لوگ اللہ کے سامنے منکل کھڑے ہوں گے جو یکتا ہے بڑا زبردست ہے۔ اور اس

دن تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان کے کرتے تارکول کے ہونگے اور ان کے چہروں کو آگ لپٹ رہی ہوگی۔ سورۃ: ابراہیم (48\_50)

محلے میں جسے بھی حجاب کی گمشدگی کا علم ہوتا گیا وہ سب آتے گئے صبح دس بجے تک فرحاد صاحب کا گھر لوگوں سے بھر چکا تھا فرحاد صاحب صحن میں خاموشی سے آنکھوں میں دروہ اذیت لیے لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے جبکہ نیلم بیگم مسلسل رو رہی تھی اور محلے کی عورتیں انہیں تسلیاں دے رہی تھی عورتوں کے بیچ سے اٹھ کر وہ فرحاد صاحب تک آئی تھی اور کہا تھا "فرحاد آپ آپ پولیس سٹیشن جائے ہو سکتا ہے کہ میری بیٹی کے بارے میں کچھ پتہ چل گیا ہو خدا راجلدی جائے میری بیٹی کو کسی سے ڈھونڈ کر لائے میں مرجاؤں گی حجاب کے بغیر مرجاؤں گی میں" وہ سسکیوں کے درمیان بولی تھی "جی فرحاد صاحب بہن جی ٹھیک کہہ رہی ہے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں چلیں ہم سب بھی آپ کے ساتھ پولیس سٹیشن چلتے ہیں" یہ محلے کا ہی ایک معزز آدمی تھا جس نے فرحاد صاحب کو جانے کا بولا تھا اور فرحاد صاحب بھی خاموشی سے اٹھ کر ساتھ چل دیئے تھے

پولیس سٹیشن کے اندر داخل ہوتے ہی کچھ پولیس آفیسرز جن کو سارے معاملے کا علم تھا وہ فرحاد صاحب کے پاس آئے تھے "آئیے آئیے فرحاد صاحب بیٹھئے یہاں" ان کو بیٹھنے کا بول کر انسپکٹر عارف خود بھی سامنے کرسی پر بیٹھ گئے تھے "انسپکٹر صاحب میری بیٹی کا کچھ

پتہ چلا؟ "فرحاد صاحب نے بے تابی سے پوچھا تھا "نہیں فرحاد صاحب ابھی تک تو کچھ خاص پتہ نہیں چلا لیکن ہماری کوشش جاری ہے ان شاء اللہ جلد پتہ چل جائے گا" اور ہاں یہ موبائل دیکھے یہ آپ کی بیٹی کا ہے "انسپکٹر نے سفید لفافے میں سے ایک موبائل نکالتے ہوئے کہا جسے دیکھتے ہی فرحاد صاحب فوراً پہچان گئے تھے "جی جی انسپکٹر صاحب یہ میری گریا میری حجاب کا ہی ہے" فرحاد صاحب نے نم آنکھوں سے جواب دیا "یہ ہمیں حجاب کی یونیورسٹی سے ملا ہے پچھلی جانب موجود گیٹ کے پاس پڑا تھا اور شاید حجاب کو اغوا بھی وہی سے کیا گیا ہے ہمیں آپ کی بیٹی کے بارے میں کچھ بھی مزید پتہ چلا تو ہم آپ کو آگاہ کر دیں گے" انسپکٹر صاحب نے کہا یہ سب سنتے ہی فرحاد صاحب ایک زندہ لاش کی مانند ہو گئے تھے جنہیں محلے کے کچھ آدمیوں نے سہارہ دے کر اٹھایا

ابھی فرحاد صاحب نے بمشکل دو قدم ہی لیے تھے جب انسپکٹر عارف کا موبائل بجاتا تھا "ہیلو! کیا کہاں پہ اوکے مجھے جلدی سے لاش کی تصویریں سینڈ کرو اور ڈیڈ باڈی کو فوراً پوسٹ ماٹم کیلیے بھجواؤ" آنے والی کال بھی ایک پولیس آفیسر کی تھی جس نے انسپکٹر صاحب کو اطلاع دی تھی کہ کچرے کے ڈھیر سے ایک اور بنت حوا کی لاش ملی ہے (آہ! یہ سلسلہ پتہ نہیں کب رکے گا)



"فرحاد صاحب رکیے" انسپکٹر صاحب نے ان کو واپس روکا تھا "میں آپ کو تصویریں دکھاتا ہوں آپ دیکھ کہ بتائے کہ کیا وہ آپ کی بیٹی حجاب ہی ہے" انسپکٹر عارف نے ان سے کہا اتنی دیر میں موبائل پہ بیپ ہوئی تھی انسپکٹر صاحب نے تصویریں نکال کر موبائل کا رخ فرحاد صاحب کی طرف کیا تھا اور وہ بے بس باپ سانس لینا بھول گیا جس بیٹی کو اس نے اتنے لاڈ پیار سے پالا تھا اس نخت جگر کو اس حال میں دیکھنا کوئی آسان کام نہیں تھا بنا جواب دیئے ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا اور پھر وہ دنیا جہاں سے غافل ہو گئے "ان کو ہسپتال پہنچاؤ فوراً جلدی کرو" انسپکٹر عارف چلائے تھے محلے کے لوگوں کے ساتھ مل کر پولیس نے ان کو ہسپتال پہنچایا تھا جبکہ فرحاد صاحب کی ایسی حالت دیکھ کر پولیس کو اندازہ ہو گیا تھا کچرے کے ڈھیر سے ملنے والی لاش حجاب ہی کی ہے

فرحاد صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا پورے چھ دن تک وہ ہسپتال میں رہے یہاں تک کہ وہ آخری بار اپنی گریٹا کا چہرہ بھی نہیں دیکھ سکے تھے محلے کے کچھ اچھے لوگوں نے اس مشکل گھڑی میں ان کا ہست ساتھ دیا جبکہ نیلم بیگم ایک زندہ لاش کی مانند کبھی گھر کے ایک کونے میں پڑی رہتی تو کبھی دوسرے کونے میں گھر کی ہر چیز انہیں حجاب کی یاد دلاتی رورو کر ان کے آنسو خشک ہو چکے تھے۔

آج اُس قیامت کو گزرے پورا ایک مہینہ ہو چکا تھا لیکن حجاب کا گناہ گار ابھی تک پکڑا نہیں گیا پولیس بس یہی کہہ رہی تھی کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کچھ پتہ چلے گا تو ہم آپ کو آگاہ کر دیں گے۔

پولیس کو شک تھا کہ حجاب کو یونیورسٹی سے اغوا کیا گیا ہے اسکا مطلب مجرم جو بھی ہے وہ یونیورسٹی ہی کا ہے اسی سلسلے میں انہوں نے یونیورسٹی میں پڑھنے والے سٹوڈنٹس، گارڈز وغیرہ سب کا ڈی این اے ٹیسٹ لیا تھا آرزو نے پولیس کو آگاہ کیا تھا کہ حجاب نے شایان آفتاب کو تھپڑ مارا تھا شاید بدلہ لینے کے لیے اس نے حجاب کے ساتھ یہ سب کیا ہو پولیس نے شایان آفتاب کا بھی ڈی این اے ٹیسٹ کیا جو میچ کر گیا تھا اور اب ایک آفیسر انسپکٹر عارف کو اس ساری معلومات سے آگاہ کر رہا تھا انسپکٹر صاحب حجاب قتل کیس کے مجرم کی شناخت ہو گئی ہے حجاب کی دوست آرزو کا شک سو فیصد درست تھا اسے زیادتی کے بعد اسے قتل کرنے والا لڑکا کوئی اور نہیں بلکہ آفتاب عالم جو کہ ایک مشہور بزنس مین ہے اسکا بیٹا شایان آفتاب ہے۔ "سراب کیا شایان آفتاب کو اریسٹ کریں؟" پولیس سپاہی نے پوچھا ہر گز نہیں کیا کر رہے ہو اتنے بڑے آدمی کا بیٹا ہے کسی ہمارے لیے کوئی مصیبت کھڑی نہ کر دے "انسپکٹر عارف نے جواب دیا "جی سر یہ بھی درست کہا آپ نے لیکن اب کرنا کیا ہے" سپاہی نے پوچھا "ایک کام کرو آفتاب عالم اور اس کے بیٹے کو اطلاع دو

اور ان کو کہو کہ کل صبح دس بجے یہاں تھانے میں ہم سے ملیں پھر دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے " انسپکٹر نے جواب دیا سپاہی "یس سر" کہتے وہاں سے چلا گیا۔

"آفتاب میں آپ سے کہہ رہی تھی ناکہ یہ لڑکا کچھ غلط کریں گا اس پر نظر رکھے لیکن آپ نے میری ایک ناسنی "سلمہ بیگم نے روتے ہوئے اپنے شوہر سے کہا "چیخوں مت خاموش ہو جاؤ گھر میں نوکر بھی ہے کسی کو پتہ چل گیا تو کیا عزت رہ جائے گی ہماری اب کل ہی جاتا ہوں اور کرتا ہوں اس انسپکٹر سے بات کہ اس معاملے کو دبا دے "آفتاب عالم غصے سے غرائے تھے "کیا مطلب معاملے کو دبا دے اس بچی کے ماں باپ پر کیا گزری ہو گی اور اب کہہ رہے ہیں کہ معاملے کو دبا دے "سلمہ بیگم نے حیرت سے سے کہا جبکہ شایان بغیر کسی شرمندگی کے ایک سائیڈ پہ کھڑا ساری گفتگو سن رہا تھا "تو کیا چاہتی ہو تم اپنے بیٹے کو پولیس کے حوالے کر دوں یہ چاہتی ہو تم ایک ہی تو بیٹا ہے ہمارا اسے بھی ساری زندگی جیل میں گزارنے دوں بتاؤ مجھے "آفتاب عالم بھڑک کر بولے تھے "آفتاب عالم کو اتنے غصے میں دیکھ کر سلمہ بیگم ڈر کر خاموش ہو گئی تھی "اور تم سنو میری بات دھیان سے کل صبح دس بجے تیار ہو کر نیچے آ جانا میرے ساتھ چلو گے تم بھی تھانے " آفتاب عالم نے غصے سے شایان کو دیکھتے ہوئے کہا جس کے جواب میں شایان نے اثبات میں سر ہلایا

"آپ کہاں جا رہے ہیں" نیلم بیگم نے نقاہت زدہ آواز میں فرحاد صاحب سے پوچھا ایک ہی مہینے میں دونوں میاں بیوی ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئے تھے ناسی سے کھاتے اور ناسی سے پیتی نیند تو جیسے آنکھوں سے روٹھ گئی تھی ان کی پوری دنیا ہی اجر گئی تھی سارا سارا دن اپنی گڑیا کے بارے میں سوچتے سوچتے گزار دیتے کبھی پھوٹ پھوٹ کر روتے تو کبھی خاموش آنسو بہاتے "تھانے جا رہا ہوں یہ پوچھنے کہ آخر کب میری بیٹی کا قاتل ملے گا کب میں اسے پھانسی پہ لٹکتا ہوا دیکھوں گا" فرحاد صاحب نے جواب دیا "فرحاد آپ محض اپنے آپ کو تھکا رہیں ہیں ان عدالتوں سے انصاف نہیں ملتا یہ قانون صرف امیروں کیلئے ہیں" بیٹی کے ذکر پہ نیلم بیگم کی آنکھیں ایک بار پھر لبالب آنسوؤں سے بھر گئی تھی "نیلم کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو دل چھوٹا نا کرو میری بیٹی کو انصاف ضرور ملے گا دیکھنا تم "فرحاد صاحب نے کہا اور دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے وہاں سے چل دیئے

آفتاب عالم اور شایان آفتاب دونوں گاڑی سے نکل کر گردن اکڑا کر پولیس اسٹیشن کے اندر داخل ہوئے تھے اور وہاں کھڑے کانسٹیبل سے پوچھا "انسپکٹر عارف کہاں ہے؟" کانسٹیبل جو کہ اسے پہچانتا تھا فوراً اندر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "وہ اندر لیفٹ سائیڈ پہ ان کا کین ہے آپ آئے میرے ساتھ میں لے کر چلتا ہوں آپکو" کانسٹیبل نے انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور خود آگے آگے چلنے لگا

فراحاد صاحب نے تھانے کے اندر داخل ہوتے ہی انسپکٹر عارف کے کین کارخ کیا دروازے کو کھولنے کے لیے انہوں نے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا مگر اندر سے آنے والی آوازوں نے ان کو اپنی جگہ ساکت کر دیا "مسٹر آفتاب عالم آپکو پتہ تو ہوگا ہی کہ آپ کے بیٹے پر حجاب فراحاد نامی لڑکی کے ریپ اور قتل کا....." معلوم ہے مجھے اور میرے خیال سے بات کو زیادہ بڑھانا نہیں چاہئے اس لیے آپ بتائے کتنے پیسے چاہیے "جاوید صاحب نے بیزاری سے پوچھا "جاوید صاحب یہ بہت بڑا معاملہ ہے آپ ایسے کیسے....." یقیناً آپ نہیں چاہیں گے کہ آپ کو اس نوکری سے نکال دیا جائے ابھی صرف ایک کال پہ میں آپ کو یہاں سے نکلوا سکتا ہوں اس لیے فوراً اس معاملے کو ختم کرے میرے بیٹے شایان آفتاب کا نام بالکل بھی نہیں آنا چاہیے اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر....." بات ادھوری چھوڑتے ہوئے آفتاب عالم نے جیب سے موبائل نکالا تھا "جس پہ فوراً انسپکٹر عارف نے کہا تھا "نہیں نہیں ہو سکتا ہے سر کیوں نہیں ہو سکتا آپ بے فکر ہو جائے" "یہ ہونی نابات یہ میری طرف سے آپ سب کیلئے تحفہ سمجھ کر رکھ لے "آفتاب عالم نے بے شمار نوٹ میز پہ رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا

دھڑام کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تھا کین میں بیٹھے تینوں افراد نے دروازے کی طرف دیکھا "فراحاد صاحب آپ" انسپکٹر صاحب نے ان کو دیکھتے ہی ڈرتے ہوئے کہا "فراحاد

صاحب نے تیزی سے اندر داخل ہوتے شایان آفتاب کو گریبان سے پکڑ لیا "گھٹیا انسان کیا بگاڑا تھا میری بچی نے تمہارا خدا کا قہر نازل ہو تم پر..... اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتے شایان آفتاب نے ان کے دونوں ہاتھوں کو جھٹک کر زوردار دھکا دیا وہ بیچارا بوڑھا کمزور انسان منہ کے بل زمین پہ گرا تھا فرحاد صاحب کی نکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے اپنی بیٹی کی موت اس کی لاش اپنی بے بسی کیا کچھ انہیں یاد نہیں آیا تھا جبکہ وہاں موجود باقی افراد خاموش تماشاخی بنے کھڑے تھے "کتنے پیسے چاہئے تمہیں بتاؤ تم بھی اور اپنا یہ تھرڈ کلاس ڈرامہ بند کرو شایان نکالو بیگ سے پیسے "آفتاب عالم نے غصے سے چیختے ہوئے کہا "سہی کہا تھا حجاب کی ماں نے مجھے یہ قانون رشوت س پیسوں سے چلتا ہے ان عدالتوں سے انصاف نہیں ملتا لیکن میں کتنا بیوقوف ہوں کہ انصاف کیلئے یہاں آگیا شایان آفتاب اب تمہارا کیس میں اللہ عزوہ حل کی عدالت میں پیش کروں گا میری ایک بات یاد رکھنا اس رب کی پکڑ بہت مضبوط ہے "فرحاد صاحب نے انگلی سے اوپر آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "ابھی تو اللہ نے تمہاری رسی کو دراز کیا ہے لیکن جب اللہ تمہاری رسی کو کھینچے گا تو تم منہ کے بل گروں گے "آج میں ایک باپ تمہیں بد دعا دیتا ہوں کہ اللہ کرے تم بھی اسی اذیت سے گزرو اولاد کا دکھ کیا ہوتا ہے یہ تمہیں بھی پتہ چلے اللہ کرے تمہیں توبہ بھی نصیب نا ہوں میرا اللہ تم سے میری گڑیا کا بدلہ گا لے میرا اللہ یاد رکھنا "بچوں کی

طرح پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے فرحاد صاحب دیوار کا سہارا لیتے ہوئے وہاں سے اٹھے اور روتے ہوئے وہاں سے چلے گئے (اور بے چارے بوڑھے باپ کی بددعا سنی جا چکی تھی ظالم جلد ہی اپنے انجام کو پہنچنے والے تھے

چھ مہینے بعد

"شایان بیٹا میری دوست کی بیٹی نایاب جس سے تم کل پارٹی میں ملے تھے کیسی لگی وہ تمہیں "ڈنر کے دوران سلمہ بیگم نے شایان سے پوچھا شایان کے ذہن میں نایاب کا چہرہ آیا بلاشبہ وہ ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی تھی اور امیر ماں باپ کی اکلوتی بیٹی "جی ماما اچھی لگی۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہی ہے؟ شایان نے ماں سے پوچھا "ہاں اچھی کیوں نہیں لگے گی اتنی پیاری بچی ہے وہ اور سب سے بڑھ کر ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہے مطلب سلیم اور آمنہ کے جائیداد کی اکلوتی وارث "آفتاب عالم نے بھی اپنا حصہ ڈالا "جی ڈیڈ لیکن آپ لوگ پوچھ کیوں رہے ہیں "شایان آفتاب نے اپنا سوال دہرایا

"میں نے اور تمہارے بابا نے اسے تمہارے لیے پسند کیا ہے اب تمہاری بھی شادی کی عمر ہو گئی یہ تمہارے لاسٹ سمسٹر کا کل لاسٹ پیپر ہے اسکے بعد تمہاری پڑھائی بھی مکمل ہو جائے گی اب میں اور تمہارے بابا جلد از جلد تمہاری شادی کرانا چاہتے ہیں "اب تم بتاؤ تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں "آخر میں آفتاب عالم نے رعب دار آواز میں پوچھا "نہیں بابا مجھے



کوئی پر اہلم نہیں شایان نے جواب دیا اور چپ چاپ کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا "آفتاب بس ٹھیک ہے پھر ہم کل ہی جا کر سلیم بھائی اور آمنہ بھابی سے بات کرتے ہیں اور اگلے مہینے کی ہی کسی تاریخ کو شادی رکھ لیتے ہیں" سلمہ بیگم نے پرجوش انداز میں بتایا جبکہ آفتاب عالم نے سر اثبات میں ہلا کر جواب دیا

اگلے دن شایان اور ولید کا آخری پیر تھا پیر شروع ہونے میں ابھی وقت تھا اس لیے شایان کیفیٹیریا میں ولید کا انتظار کرنے لگا دس منٹ بعد ولید بھی پہنچ گیا تھا جیسے ہی وہ کرسی کھینچ کر اس پہ بیٹھا شایان نے حیرت سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں بے حد سوجھی ہوئی اور سرخ تھی جیسے وہ کئی راتوں سے سویا نا ہو "ولید کیا ہوا یا رتیری طبعیت تو ٹھیک ہے نا؟" شایان نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے تشویش سے پوچھا "نہیں میں ٹھیک نہیں ہوں شایان نہیں ہوں میں ٹھیک" ایسا لگ رہا تھا جیسے ولید ابھی رو دے گا "لیکن کیوں ہوا کیا ہے؟ شایان نے ایک بار پھر پوچھا "شایان پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے تقریباً ایک مہینے سے میں سونے کے لیے جیسے ہی آنکھیں بند کرتا ہوں تو میرے کانوں میں حجاب کے رونے کی اس کی سسکیوں کی آوازیں گونجتی ہیں ان آوازوں کی وجہ سے میں کئی راتوں سے سو نہیں پا رہا" یہ سنتے ہی شایان آفتاب نے قہقہہ لگایا "تم پاگل ہو یا رتمیں کیا لگتا ہے تم مجھے کوئی فلمی سین سناؤ گے اور میں یقین کر لوں گا"

شایان آفتاب نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا "جب تمہیں میری کسی بات کا یقین نہیں تو پھر پوچھو بھی مت" ولید نے غصے سے کہا "اچھا اچھا یا رخصت ہو یہ سب صرف اس لیے ہو رہا ہے کہ تم نے کچھ زیادہ ہی اس واقعے کو دل پہ لے لیا ہے بھول جاؤ اب وہ سب اچھا اب یہ سب چھوڑو میں تو تمہیں ایک بہت اچھی خبر سنانا والا تھا" شایان نے مسکراتے ہوئے کہا "کونسی خبر؟ ولید نے پوچھا" ارے میری جان تمہارے دوست کی شادی ہے اگلے مہینے" شایان نے خوشگوار لہجے میں بتایا "سچ پھر تو بہت مبارک ہو" ولید نے بھی خوشی سے جواب دیا "اچھا اب چلو سر بھی کلاس میں آنے والے ہیں" ولید نے کہا اور دونوں کلاس کی جانب روانہ ہو گئے

وقت اور حالات ایک جیسے نہیں رہتے ہمیشہ جس نے آپ کے ساتھ برا کیا ہے وہ شاید آج بہت اچھے حالات میں ہے مگر وقت آنے پر حساب وہ بھی دیگا

www.urdu novels mania.com

پیپر کے بعد اب وہ دونوں گھر جا رہے تھے جب دو سٹوڈنٹس جو کہ یونیورسٹی گیٹ کے پاس ہی کھڑے تھے ان کی آوازیں دونوں کے کانوں میں پڑی وہ دونوں کسی بات پہ افسوس کر رہے تھے ولید نے پوچھا "کیا ہوا بھائی سب خیریت ہے؟ جس پہ ان دونوں میں سے ایک لڑکا بولا "نہیں یا رجو پچھلے دنوں ہماری یونیورسٹی کی ایک لڑکی حجاب کو ریپ کے بعد قتل کیا

تھانا آج اس کے والد فرحاد صاحب کی بھی ڈیتھ ہو گئی بیچارے اپنی بیٹی کا غم زیادہ دن برداشت نہیں کر سکے، بس ہم دونوں اسی بارے میں بات کر رہے تھے "اس لڑکے نے اپنی بات ختم کرتے ہوئے کہا "دیکھا اس انکل نے بھی اس واقعے کو کچھ زیادہ ہی دل پہ لے لیا تھا اور چل بسے میری بات مانو اور اب جو ہو چکا ہے اس کو بھول جاؤ" شایان نے بغیر کسی شرمندگی کے ولید سے کہا جبکہ ولید چپ چاپ گاڑی کی طرف چل دیا۔

جنازے کا وقت ہو چکا تھا نیلم بیگم کی اذیت ناک سسکیوں نے سب کو رونے پر مجبور کر دیا تھا مگر رونے سے جانے والے واپس تو نہیں آ جاتے فرحاد صاحب بھی جا چکے تھے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے وہ اپنی بیٹی کا غم سہہ نہیں سکے تھے اور بہت جلد خود بھی چلے گئے اپنی حجاب کے پاس نیلم بیگم کو اکیلا چھوڑ کر۔

شایان آفتاب کی شادی بہت دھوم دھام سے ہوئی تھی پورے شہر سے بڑے بڑے لوگوں نے شرکت کی تھی آج شادی کے پانچویں روز شایان آفتاب نے اپنے قریبی دوستوں کیلئے گھر ہی میں ایک چھوٹی سی پارٹی کا اہتمام کیا تھا اس کے سب دوست آچکے تھے مگر ولید ابھی تک نہیں آیا تھا۔

"ہیلو ولید یار کدھر ہو تم میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں" شایان نے کچھ غصے سے کہا "ہاں میں بس نکلنے والا ہوں" دوسری طرف سے ولید نے نقاہت زدہ لہجے میں جواب جس

پہ شایان نے زیادہ غور نہیں کیا "اچھا چلو جلدی پہنچو" شایان نے کہا اور موبائل واپس اپنی جیب میں رکھ کہ مہمانوں کی طرف بڑھا۔

ولید احسان نے سامنے آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھا تھا "کئی راتوں سے جاگنے کی وجہ سے سو جھی ہوئی سرخ آنکھیں، بکھرے بال شکن زدہ سرٹ آئینے سے نظر ہٹاتے وہ الماری کی طرف گیا دوسری شرٹ نکالنے کے بعد وہ ہاتھ روم گیا اور منہ ہاتھ دھو کہ صاف شرٹ پہن کے بالکل فریش ہو کر گاڑی کی چابی اٹھا تا وہ گھر سے نکل آیا کئی دنوں سے وہ سو نہیں سکا تھا اس کی زندگی سے سکون مکمل طور پر ختم ہو چکا تھا جیسے ہی آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرتا حجاب فرحاد کی کرب ناک سسکیاں اسکے کانوں میں گونجنے لگتی مسلسل بے خوابی کی وجہ سے اس کی آنکھیں سو ج گئی تھی ابھی بھی وہ گاڑی چلا رہا تھا جب اس پہ نیند کا غلبہ ہوا تھا اس سے پہلے کہ اس کی آنکھ کھلتی گاڑی ایک زوردار آواز کے ساتھ سامنے سے آتے ٹرک سے ٹکرائی تھی قریب سے گزرتی گاڑی میں بیٹھے دو آدمی فوراً گاڑی روک کر ولید احسان کی گاڑی کی طرف بھاگے تھے جو مکمل چکنا چور ہو چکی تھی اتنے میں مزید لوگ اپنی گاڑیاں روک کر بھاگتے ہوئے وہاں آنے لگے اور کچھ ہی دیر میں لوگوں کا جھگھٹا بن گیا "یہ تو مرچکا ہے" ایک آدمی کی آواز سنائی دی "ریسکیو والوں کو فون کرو کوئی جلدی فوراً" آس پاس موجود لوگوں کی ایسی ہی چیخیں گونج رہی تھی

گاڑیوں سے لوگ اتر اتر کر ولید احسان کو دیکھنے کیلئے آرہے تھے جس کی تقریباً ساری ہڈیاں ٹوٹ چکی تھی سر اس بری طرح سے پھٹا تھا کہ کھوپڑی میں سے دماغ باہر نظر آ رہا تھا تھوڑی دیر میں ریسکیو والے آئے تھے اور اس کے مردہ ٹوٹے پھوٹے جسم کو اس کے گھر پہنچانے کیلئے وہاں سے اٹھاتے لے گئے تھے جبکہ پیچھے موجود لوگ اس کی حالت پہ دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتے تو بہ کر رہے تھے "اللہ ایسی موت سے بجائے بھی وہاں کھڑے آدمیوں میں سے کسی نے کہا "آمین" باقی سب نے مشترکہ امین بول کر جواب دیا۔ ایک ظالم اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا ظلم اور گناہ کے وقت ہم یہی تو بھول جاتے ہیں کہ :

"ہر جان نے موت کا مزا چکھنا ہے"

سورۃ: آل عمران (185)

ولید کی موت شایان کیلئے کسی صدمے سے کم نہ تھی وہ دونوں بچپن سے دوست تھے ہر جائز و ناجائز کام میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے تھے ولید کی موت کے بعد شایان کئی عرصے تک بالکل خاموش ہو گیا تھا راتوں کو موبائل پہ ولید کی تصویریں دیکھ کر وہ آنسو بہاتا لیکن شایان آفتاب کی زندگی میں ایک بار پھر خوشیاں تب آئی جب ایک سال بعد اللہ نے اسے ایک چاند سی بیٹی سے نوازا۔

ہسپتال کے کوریڈور میں وہ بے چین سا کھڑا تھا جب ڈاکٹر ایک ننھے وجود کو کمر میں لپیٹے باہر آئی شایان آفتاب لپک کر ڈاکٹر کی طرف گیا تھا "مبارک ہو مسٹر شایان اللہ نے آپ کو بیٹی سے نوازا ہے" لیڈی ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے خوشگوار لہجے میں کہا اور اس ننھی جان کو شایان آفتاب کی گود میں دیا بیٹی کو گود میں لیتے وہ آج باپ بننے کے احساس سے واقف ہوا تھا غم آنکھوں سے اس نے اپنی ننھی گڑیا کی دونوں آنکھوں کو چوما "رشید بابا پورے شہر میں میٹھائیاں بانٹی جائے آج میری بیٹی ہوئی ہے شایان آفتاب کی بیٹی میری خوشی" شایان نے غرور سے اپنے نوکر کو حکم دیا "جی صاحب جی" کہتے ہی وہ نوکر حکم کے تکمیل کیلئے وہاں سے چل دیا۔ شایان نے اس کا نام بھی "خوشی" ہی رکھا تھا کیونکہ اسی کی بدولت شایان کی زندگی میں ایک بار پھر خوشیاں لوٹ آئی تھی لیکن وہ آج بھی اتنا ہی مغرور اور بد کردار انسان تھا اس کے لیے اس کی اپنی بیٹی تو سب کچھ تھی لیکن دوسروں کی بیٹیوں کو وہ محض ایک ٹشو پیپر سمجھتا تھا جسے وہ بڑی آسانی سے استعمال کرنے کے بعد پھینک دیتا تھا۔ وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزر تا گیا خوشی سترہ سال کی ہو گئی تھی وہ اب کالج جانا شروع کر چکی تھی فرحاد صاحب کی موت کے بعد نیلم بیگم بھی زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہ سکی تھی سلمہ بیگم اور آفتاب عالم بھی اس دنیا سے چل بسے تھے جب تک آفتاب عالم زندہ تھے تب تک شایان ان کے ساتھ صرف بزنس ہی سنبھالتا رہا لیکن ان کی موت کے بعد تو

شایان کو کھلی چھوٹ مل گئی تھی اور اس نے ایک انتہائی گھناؤنا کام شروع کر دیا شایان کی بیوی نایاب کو اس کے اس خفیہ کام کی خبر تھی مگر لاکھ کہنے کے باوجود بھی اس نے اپنے اس کالے دھندے کو ناچھوڑا بھی وہ فون پہ کسی سے باتیں کر رہا تھا جب نایاب اس کے پاس آئی "ہاں مال تیار ہے نا پورے آٹھ بجے تک اسے مطلوبہ جگہ پہ پہنچا دینا" شایان نے موبائل پہ کسی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا موبائل جیب میں رکھ کہ وہ پلٹا ہی تھا کہ سامنے نایاب کو کھڑا پایا "کب تک آخر کب تک تم یہ غلیظ دھند اکرو گے دوسروں کی بیٹیوں کو سمسگل کرتے ہو کبھی یہ سوچا ہے کہ تمہاری اپنی بھی بیٹی ہے اگر تمہاری بیٹی کیساتھ کسی نے کچھ غلط کر دیا تو" نایاب غصے سے دھاڑی تھی "پچھوں مت آرام سے بات کرو سمجھ آئی اور یہ سب میں اپنی بیٹی کیلئے ہی کر رہا ہوں میں اس کو دنیا کی ہر خوشی دہر آسائش دینا چاہتا ہوں اور آخری بات کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ شایان آفتاب کی بیٹی کو آنکھ اٹھا کہ بھی دیکھ سکے آئندہ میرے معاملات میں دخل اندازی مت کرنا ورنہ اچھا نہیں ہوگا" انگلی سے اسے وارن کرتے شایان آفتاب لمبے لمبے ڈھگ بھرتا وہاں سے چلا گیا جبکہ نایاب سردونوں ہاتھوں میں تھامے صوفے پہ بیٹھ گئی۔

"ہیلو تیار ہونا تم سب مجھے وہ لڑکی چاہئے کسی بھی حالت میں کل یاد رہے کوئی بھی غلطی نہیں ہونی چاہئے" اس آدمی نے غصے سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں کے ساتھ موبائل پہ کسی کو کہا

تھا "جی باس ہم تیار ہے شایان آفتاب کو سبق سکھانے کا وقت آگیا ہے آپ بے فکر ہو جائے کل وہ لڑکی آپ کو مل جائے گی" دوسری طرف موجود شخص نے کہا تھا ""شاہاباش کہتے اس آدمی نے فون بند کیا۔

دو سال پہلے شایان آفتاب نے ایک بہت بڑی یونیورسٹی سے لڑکیوں کو اغوا کیا تھا ان لڑکیوں میں ایک بہت بڑے بدمعاش کی بیٹی جویریہ بھی شامل تھی باقی سب لڑکیوں کے ساتھ جویریہ کو بھی اس نے سمرگنگ کے ذریعے کسی دوسرے ملک بھجوا دیا تھا اس کے باپ ملک جلال کو جب پتہ چلا کہ اس کی بیٹی اغوا ہو چکی ہے اس نے اپنے سب آدمیوں کو پھیلا دیا بہت جلد ان کو پتہ چل گیا تھا کہ جویریہ کو شایان آفتاب نے کسی دوسرے ملک بھجوا دیا ہے ملک جلال بہت دولت مند انسان تھا پیسے کے زور سے وہ اپنی بیٹی تک تو پہنچ گیا لیکن تب تک اس کی بیٹی اس دنیا میں نہیں رہی تھی ملک جلال کی بیٹی کو اپنی حوس کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کر دیا گیا تھا یہ سب ملک جلال کو ایک لڑکی سے پتہ چلا تھا جسے جویریہ کے ساتھ ہی بیچا گیا تھا لیکن وہ موقع دیکھتے ہی وہاں سے بھاگ گئی تھی۔ اسی دن ملک جلال نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنی بیٹی کا بدلہ لے کے رہوں گا اور اب اس نے اپنے وفادار بندوں کو حکم دیا تھا کہ شایان آفتاب کی بیٹی کو میرے پاس لے کر آؤ کسی بھی صورت میں۔

الگے دن :



"بابا سنڈے کو میرا برتھ ڈے ہے آپ مجھے کیا گفٹ دینگے؟" خوشی نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے شایان آفتاب سے پوچھا "جو میری گڑیا کھے گی وہی گفٹ دوں گا"

شایان آفتاب نے محبت سے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے کہا اور اسکے ماتھے کو پیار سے چوما "سچی بابا" خوشی نے پرجوش لہجے میں کہا "جی میری جان اب آپ بتاؤ کیا گفٹ چاہئے آپ کو" شایان آفتاب نے پوچھا اس سے لیکن اس سے پہلے خوشی جواب دیتی نایاب بول پڑی "خوشی بیٹا یہ باتیں آکر بھی ہو سکتی ہیں ابھی آپکو دیر ہو رہی ہے کالج کے لیے جلدی سے بیگ اٹھاؤ اور چلو" جس پہ خوشی نے "اوکے ماما" کہتے ہوئے اپنا بیگ اٹھایا اور باہر آکر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

گاڑی کالج کے راستے پہ روادوا تھی اور خوشی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی جب گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی ملک جلال کے بھیجے ہوئے آدمیوں نے راستے میں اپنی گاڑی کھڑی کر کے راستہ روک رکھا تھا تین آدمی فوراً اس گاڑی کی طرف آئے تھے جس میں خوشی موجود تھی دو آدمیوں نے خوشی کو اس کے چپخنے چلانے کے باوجود زبردستی اٹھایا تھا ڈرائیور بہت زیادہ مار کھانے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا جبکہ خوشی کو وہ لوگ ایک سنسان علاقے میں لے آئے تھے جہاں دور دور تک کوئی گھر نہ تھا "کہاں لے کہ جا رہے ہو مجھے چھوڑو، چھوڑو مجھے تم لوگ میرے بابا کو نہیں جانتے وہ تم میں سے کسی کو نہیں

چھوڑیں گے چھوڑ مجھے "خوشی مسلسل چیخ رہی تھی تب ہی وہ آدمی جس نے خوشی کو بازو پکڑا سے ہوا تھا اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا وہ منہ کے بل فرش پہ گری تھی "اب اس کا کرنا کیا ہے" ان آدمیوں میں سے ایک نے پوچھا "یہی چھوڑ دو اسے ملک صاحب کے آنے تک" دوسرے آدمی نے جواب دیا اور دروازہ بند کرتے وہاں سے چلے گئے

شایان صاحب، شایان صاحب، بیچارا بوڑھا ڈرائیور ہانپتا ہوا شایان کے پاس آیا "صاحب وہ خوشی بی بی کو کچھ لوگ لے گئے انہوں نے مجھے بہت مارا جب میں بے ہوش ہو گیا تو وہ لوگ خوشی بی بی کو کسی لے گئے" شایان آفتاب ایک جھٹکے سے اٹھا تھا نایاب اپنے چکراتے سر کو پکڑے صوفے پہ بیٹھ گئی تھی آج شایان آفتاب کو پتہ چلا تھا کہ پیروں کی نیچے سے زمین کھسکا کسے کہتے ہیں "حرام خوروں تم لوگ کسی کام کے نہیں ہو اگر میری بیٹی کو کچھ بھی ہوا تو تم میں سے کسی کو بھی میں زندہ نہیں چھوڑوں گا" شایان آفتاب دھاڑا تھا اس نے اپنے تمام آدمیوں کو بلا کر ان کو کہا "میری بیٹی کو ڈھونڈو اور جس انسان نے ایسی حرکت کی ہے اسے ایک گھنٹے کے اندر اندر میرے سامنے لے کہ آو ورنہ تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑوں گا" سب آدمی گاڑیوں میں سوار ہوتے وہاں سے چلے گئے تھے جبکہ شایان آفتاب سر تھا مے صوفے پہ بیٹھ گیا تھا باہر سے وہ جتنا بھی مضبوط بننے کی کوشش کرتا لیکن اس کا دل پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

خوشی کو ایک دم یاد آیا تھا ایک دن شایان آفتاب نے اسے ایک چھوٹا سا موبائل دیا تھا شاید اسے پہلے ہی شک تھا کہ کوئی میری بیٹی کو نقصان نہ پہنچا دے اس وقت شایان نے خوشی سے کہا تھا کہ اگر کبھی بھی تم کسی مشکل میں پھنسی تو یہ موبائل ہمیشہ اپنے پاس رکھنا تاکہ تم مجھے فون کر سکو خوشی نے یاد آنے پہ بیگ سے وہ چھوٹا سا موبائل نکالا تھا اور کمرے کے ایک کونے میں بیٹھ کر شایان آفتاب کا نمبر ملایا تھا۔

ملک جلال وہاں پہنچ چکا تھا "کدھر ہے وہ لڑکی؟" اس نے رعب دار آواز میں پوچھا "اندر کمرے میں ہے باس" یہ سنتے ہی وہ کمرے کی طرف چل پڑا۔

شایان آفتاب سر تھامے بیٹھا تھا جب اسکے نمبر پہ ایک کال آئی تھی یہ وہی نمبر تھا جو شایان نے خوشی کو دیا تھا اس کی حفاظت کیلئے وقت ضائع کیے بغیر اس نے موبائل کو کان سے لگا ہیلو کہتے ہی دوسری طرف سے خوشی کی آواز آئی سپیکر آن ہونے کی وجہ سے قریب کھڑی نایاب بھی سب سن رہی تھی "بابا، بابا پلیز مجھے بچالے بابا آجائے یہاں مجھے بچالے بابا پلیز" خوشی مجھے جگہ بتاؤ کہاں ہو تم جلدی بتاؤ مجھے "شایان چیختے ہوئے بول رہا تھا مگر خوشی صرف یہی بول رہی تھی کہ "بابا آجائے مجھے بچالے بابا پلیز آجائے"۔

ملک جلال جیسے ہی اندر داخل ہوا خوشی کے ہاتھ میں موبائل دیکھ کر اس کا پارہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا بنا کچھ کہے اس نے خوشی کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ مارا جس کی وجہ سے موبائل نیچے گر گیا مگر بند نہیں ہوا تھا "کون ہو تم چھوڑو مجھے چھوڑو مجھے" خوشی چیخ رہی تھی۔ ایک طرف صرف خوشی کے چیخنے کی آوازیں آرہی تھی تو دوسری طرف شایان آفتاب غصے و بے بسی سے پاگل ہو رہا تھا

موبائل کان سے لگائے وہ پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا "سنو کون ہو تم چھوڑو میری بیٹی کو کیا بگاڑا ہے اس نے تمہارا تمہاری دشمنی مجھ سے ہے میری بیٹی کو چھوڑ "چیخ کر اسکا گلا بیٹھ گیا تھا مگر دوسری طرف کوئی سنتا تو نادوسری طرف سے خوشی کی اذیت ناک چیخیں آرہی تھی "ہاتھ مت لگاؤ مجھے، مت چھوؤ مجھے، جانے دو مجھے، پلیز ڈونٹ ٹچ می، فار گاڈ سیک چھوڑ دو مجھے" شایان آفتاب مزید اپنی لاڈلی بیٹی کی چیخیں برداشت نہیں کر سکیں تھے اور اپنا موبائل پوری قوت سے دیوار پر مارا تھا پھر ایک دم وہ پاگلوں کی طرح اٹھا تھا اور سارے نوکروں کو دھکے دے کر گھر نکالنے لگا تھا "نکلو تم سب کسی کام کے نہیں ہو تم لوگ نکلویہاں سے" جبکہ نایاب زمین پہ بیٹھی رو رہی تھی شایان آفتاب نے سارے نوکروں کو گھر سے نکال دیا سوائے دو گارڈز کے جو باہر گیٹ پہ کھڑے تھے اب شایان اور

نایاب دونوں ہال میں بیٹھے چیخ چیخ کر رو رہے تھے (بے شک اللہ زبردست انصاف کرنے والا ہے)

دن بھی گزر گیا اور رات بھی گزر گئی مگر خوشی کا کوئی پتہ نہیں چلا تھا صبح کے آٹھ بج رہے تھے دونوں ساری رات وہی روتے ہوئے گزاری تھی (ٹھیک ویسے ہی جیسے کچھ سال پہلے حجاب کے ماں باپ نے گزاری تھی) وہ دونوں ابھی بھی نم آنکھیں لیے بیٹھے تھے جب پولیس اندر آئی تھی آگے آگے پولیس اہلکار تھے جبکہ پیچھے کچھ لوگوں نے ایک چارپائی کو اٹھایا ہوا تھا اور اسے عین ہال کے درمیان میں رکھ دیا تھا "شایان صاحب آپ کی بیٹی کی لاش ہمیں کھیتوں سے ملی ہے زیادتی کے بعد گلا کاٹ کر قتل کیا گیا ہے" پولیس اہلکار نے آہستہ آواز میں بتایا شایان آفتاب اور نایاب دونوں لپک کر اپنی اکلوتی لاڈلی بیٹھی کے پاس آئے تھے اور اس کے چہرے سے سفید کپڑا اٹھاتے ہی نایاب کی چیخوں اور سسکیوں میں اضافہ ہوا تھا اس کے چہرے پہ جگہ جگہ مارنے کے نشان تھے جبکہ شایان نے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا "ششش چپ ہو جاؤ نایاب تمہیں نظر نہیں آ رہا میری بیٹی سو رہی ہے" شایان بالکل پاگل لگ رہا تھا "ہاں سو چکی ہے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے سو چکی ہے" نایاب نے کہا تھا اور ایک بار پھر ہال دونوں کی اذیت ناک سسکیوں سے گونج اٹھا تھا۔

شایان ابھی ابھی جنازے سے گھر آیا تھا جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا گیٹ کے پاس ہی نایاب بیگ ہاتھ میں پکڑی کسی جانے کیلئے تیار کھڑی تھی رات کے تقریباً نو بجے کا وقت تھا "ناياب تم اور یہ تمہارے ہاتھ میں بیگ تم کہاں جا رہی ہو" میں جا رہی ہوں اپنے گھر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے شایان آفتاب "ناياب نے غصے سے جواب دیا "لیکن کیوں نایاب میری خوشی تو چلی گئی اور اب تم بھی مجھے چھوڑ کر جا رہی ہو" بولتے ہوئے ایک بار پھر شایان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے

"ہاں خوشی چلی گئی اور اس کے ذمہ دار بھی تم ہو صرف اور صرف تم، تم نے خود ہی اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتار دیا نا تم دوسروں کی بیٹیوں کے ساتھ وہ سب کرتے نا ہماری بیٹی کے ساتھ یہ سب ہوتا شایان آفتاب پتہ نہیں کتنے لوگوں کی بددعائیں لی ہے تم نے تم کھا گئے ہماری بیٹی کو کھا گئے تم ہماری بیٹی کو اور اب میں تم جیسے گھٹا انسان کے ساتھ ایک منٹ بھی نہیں رہوں گی میں جا رہی ہوں یہاں سے اور کچھ دنوں میں خلع کے پیپرز بھجوادوں گی" کہتے ہی نایاب آنکھیں پونچتی وہاں سے چلی گئی

جبکہ شایان آفتاب کا دماغ تو بس ایک بات پہ اٹک گیا تھا "پتہ نہیں کتنے لوگوں کی بددعائیں لی ہیں تم" وہ بمشکل خود کو گھسیٹتے ہوئے خوشی کے کمرے میں آیا تھا اور دروازہ بند کرتے کھڑکی کے پاس رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا تھا سر کرسی کی پشت سے ٹکائے اس وقت اس کی بند

آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے ماضی میں کیے گئے ایک بہت بڑے گناہ پہ پچھتاوے کے آنسو۔ ہم انسان بہت ظالم ہیں ظلم کر کے بھول جاتے ہیں ہم تو یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ ایک ذات ایسی بھی موجود ہے جس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں آج شایان آفتاب کو بھی اس کے کیے کی سزا مل چکی تھی ایک باپ کی بددعا جو اس نے کئی سال پہلے دی تھی وہ سنی جا چکی تھی آج اسے محسوس ہو رہا تھا کہ ایک باپ کا دکھ کیا ہوتا ہے آج اسے محسوس ہو رہا تھا کہ چوبیس سال پہلے اس باپ پر کیا گزری تھی آنکھیں بند کیے وہ آج اپنے ماضی کو یاد کر رہا تھا اپنے کیے گئے ظلم کو یاد کر رہا تھا۔

اس نے جیسے ہی آنکھیں کھولی تھی اس کی نظر سامنے دیوار پہ لگی خوشی کی تصویر پہ گئی تھی ایک دم شایان آفتاب کے سینے میں درد کی ایک لہر جاگ اٹھی تھی وہ فوراً کھڑا ہوا تھا اس کا سانس اٹکنے لگا تھا اسے ہارٹ اٹیک ہوا تھا دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ منہ کے بل زمین پہ گرا تھا اور وہی تڑپتے تڑپتے مر گیا تھا۔

چھ دن بعد :

یار آج کتنے دن ہو گئے شایان صاحب گھر سے باہر نہیں آئے "ایک گارڈ نے دوسرے سے کہا "ہاں پہلے میں نے سوچا کہ ان کو دیکھ لیتا ہوں ٹھیک ہے کہ نہیں لیکن پھر میں نے سوچا یہ نا ہو مجھے بھی نکال دے نوکری سے اسی گارڈ نے جواب دیا "ارے چلو دونوں چل

کے دیکھتے ہیں "دوسرے گارڈ نے کہا اور وہ دونوں خوشی کے کمرے کی جانب چل دیئے دروازے کے باہر کھڑے ہو کر دونوں نے ایک دودفعہ بجایا تھا مگر کسی نے نہیں کھولا پھر وہ دونوں ہمت کرتے خود ہی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے اندر جاتے ہی دونوں کی چنچیں نکل گئی زمین پہ شایان آفتاب کا مردہ جسم پڑا ہوا تھا اور پورے جسم پہ کیڑے رینگ رہے تھے دونوں گارڈز نے ہمت کی اور آگے بڑھ کر اسے سیدھا کیا اب اس کا چہرہ نظر آ رہا تھا جس پہ بے تحاشہ کیڑے موجود تھے پورے چہرے میں سوراخ کیے کبھی اندر جاتے تو کبھی باہر دونوں گارڈز اس کی ایسی حالت دیکھ کر کانپتے ہوئے باہر بھاگے تھے۔

شایان کے جنازے میں کچھ بمشکل سات آٹھ افراد تھے اور بدبو کی وجہ سے انہوں نے بھی رومال سے اپنے ناک اور منہ کو چھپا رکھا تھا۔

دنیا کے لوگ اور ان کی عدالتیں نا انصافی کر سکتے ہیں مگر وہ رب نا انصافی نہیں کرتا وہ رحمان ہے رحیم ہے مگر جو اسکے بندوں کی دل آزاری کرتا ہے وہ اس کا حساب بھی لیتا ہے۔

ختم شد